ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اسلامی قانون میں تقریری حدیث: حجیت واطلاقات

Islamic Law and Oral Traditions: Validity and Applications

☆ محمد اخلاق

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونیورسٹی، نیریاں شریف، آزاد کشمیر

☆☆ سید جواد حیدر چشتی

ایم فل، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Allah Almighty, for the guidance of humanity, appointed Prophet Muhammad (peace be upon him) as a prophet for all mankind. Obedience and submission to the noble Prophet (peace be upon him) have been made obligatory, and every statement, action, deed, and expression of his carries authority. Silence in this context refers to the Prophets (peace be upon him) refraining from commenting on the statements or actions of his companions. His silence is considered approval, as promoting goodness and preventing evil is a part of his Prophethoood. Exegetical hadith has been used by the noble scholars to derive various legal rulings. Its conditions, elements, and types have been mentioned. Understanding the circumstances, reasons for the transmission of the hadith, of the knowledge of exegetical hadith make comprehending the complexities of the hadith easier and more accessible.

Key words: Hadith, Exegetical, Applications, Society.

تمہید

قرآن وحدیث کو اسلامی تعلیمات کا محور و مرکز اور بنیادی مصدر ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اطاعت واتباع مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''من یطع الرسول فقد اطاع اللہ''[1] قرآن پاک اللہ رب العزت کی لاریب کتاب ہے جس میں کائنات کی ہر خشک وتر کو بیان کر دیا گیا۔ اور اس کی جزئیات ہمیں ترجمان القرآن حضور ﷺ کی احادیث سے ملتی ہیں اگر صرف قرآن مجید کو ہی دین کی توضیح و تشریح کا کفیل گردانا جائے اور حدیث کو قرآن سے الگ کیا جائے تو صرف قرآن مجید سے ضابطہ حیات کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ سنت رسول ﷺ سے رہنمائی لیے بغیر اسلام، قرآن کو نہ ہی سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی روشنی میں نظام زندگی مرتب کیا جا سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال نماز ہے نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے قرآن پاک میں بار بار اس فریضہ کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(اقیموا الصلوۃ) مگر اوقات نماز، تعداد رکعات، قراءت و تسبیحات اور دیگر امور کی تفصیلات کے لیے اتباع مصطفیٰ کا حکم دیا۔ گویا حدیث کے بغیر اسلام کے بنیادی احکام کی معرفت بھی ممکن نہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے بھی قرآن پاک کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ حفاظت حدیث کا انتظام وانصرام بھی فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے قول، فعل حتیٰ کہ آپ کی خاموشی و تبسم کو حدیث کہا جاتا ہے مقالہ ھذا میں اس امر کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ جیسے حضور رحمت عالم ﷺ کے اقوال و افعال سے احکام مستنبط ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی خاموشی ورضا بھی ہمارے لیے حجت ہے۔ کسی صحابی کے قول یا فعل پر خاموشی کو تقریری حدیث کہا جاتا ہے۔

حدیث کی تعریف

الحدیث ما اضیف الی النبیﷺ من قول اوفعل اوتقریر اوصفة-[2]

حدیث سے مراد حضور ﷺ کی طرف منسوب قول، فعل، تقریر یا آپ کی صفات کا بیان ہے۔

[1] ۔سورۃ النساء 80/04

[2] ۔طحان، محمود بن احمد، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، صفحہ 14

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

محدثین کرام نے حدیث کو رطب و یابس سے محفوظ رکھنے، راویانِ حدیث کی تعداد، حفظ و عدالت، اتصال و انقطاع، تحمل و ادا، وصول و انتہا کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام کی ہیں، نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

اقسام حدیث باعتبار نوعیت

1: قولی 2: فعلی 3: تقریری

1: حدیث قولی

نبی کریم ﷺ کے قول کو حدیث قولی کہا جاتا ہے، رفع صریحی ہو یا غیر صریحی یعنی آقا کریم کی طرف صراحتا اس قول کی نسبت کی گئی ہو یا نہیں۔ جیسے صحابی فرمائیں سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ ﷺ کذا یا صحابی یا غیر صحابی فرمائیں قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یا عَنْ رَسُولِ اللہِ ﷺ إنَّه قَالَ کَذَا۔

2: حدیث فعلی:

حضور اکرم ﷺ کے فعل کو حدیث فعلی کہتے ہیں، رفع صریحی ہو یا غیر صریحی۔ جیسے صحابی فرمائیں۔ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ فَعَلَ کَذَا یا غیر صحابی فرمائیں عَنِ الصَّحَابِي مَرْفُوعًا إنَّهُ فَعَلَ کَذَا" یا " عَنِ الصَّحَابِي رَفَعَهُ أَنَّهُ فَعَلَ کَذَا یا عَنْ غَیْرِ الصَّحَابِي مَرْفُوعًا أَنَّهُ فَعَلَ کَذَا یا عَنْ غَیْرِ الصَّحَابِي رَفَعَهُ أَنَّهُ فَعَلَ کَذَا

3: حدیث تقریری

کسی صحابی کا قول یا فعل جو آپ کی موجودگی میں ہو اور آپ نے منع نہ کیا ہو۔ حدیث تقریری میں رفع صریحی ہو یا غیر صریحی، جیسے صحابی یا غیر صحابی فرمائیں: فَعَلَ فُلَانٌ او فَعَلْتُ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ کذا" اور اس پر انکار کا ذکر نہ ہو۔[3]

حدیث کی مختلف اقسام کی مثالیں:

قولی حدیث کی مثال

صحیح بخاری کی پہلی حدیث: "انما الاعمال بالنیة[4] عمل نیت کے موافق ہوتا ہے"۔

فعلی حدیث کی مثال

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھنا سکھایا اور پھر سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا: صلوا کما رایتمونی اصلی۔[5] جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اسی طرح نماز پڑھو۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر دکھائی ہے، یہ فعلی حدیث ہے۔

تقریر نبوی کی مثال

تقریر نبوی یعنی وہ امور جن کو آپ ﷺ نے برقرار رکھا۔ مثلا جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مدینہ میں بیع سلم کا رواج تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے علم میں یہ بیع آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو اس بیع سے منع نہیں کیا، بلکہ فرمایا:

"في کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم"[6]

---

[3] ۔عسقلانی، ابن حجر، نزھة النظر شرح نخبة الفكر، ص: 67

[4] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، باب کیف بدء الوحی، حدیث نمبر 01، ج 1، ص 6.

[5] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاة، کتاب الادب، ج 1، ص 128، رقم الحدیث :631،

[6] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب السلم فی وزن معلوم، ج 3، ص 85، رقم الحدیث: 2249،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"مقررہ وزن اور مقررہ مدت تک کے لیے (بیع سلم) ہونی چاہئے"۔

نبی کریم ﷺ نے کچھ شرائط کا اضافہ کیا، مگر بیع سلم کو ممنوع قرار نہیں دیا۔ یہ تقریری حدیث ہے۔

تقریری حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ و مفہوم

تقریری حدیث کے لغوی معنی:

"تقریر" عربی زبان کا لفظ ہے جو تفعیل کے وزن پر ہے اور "اقرار" سے ماخوذ جس کا معنی موافقت اور رضامندی کے ہیں۔ ابن منظور قریشی لکھتے ہیں کہ:

"الإقرار الإذعان للحق والاعتراف به أقر بالحق أي اعترف به وقد قرره عليه وقرره بالحق غيره حتى أقر-"[7]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ"[8]

کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اصطلاحی معنی:

حدیث کی وہ قسم جس میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اپنے ارشاد سے یا اشارے سے تائید فرمائی ہو اور آپ ﷺ نے اسکی ممانعت نہ فرمائی اور نہ ہی اسے ناجائز کہا ہو اسے تقریری حدیث کہتے ہیں۔

امام زرکشی کے نزدیک:

"وصُورَتهُ أَن يسكت النبي عليه السَّلَامُ عَن إِنْكَارِ قَوْلٍ أو فِعْلٍ قِيلَ أو فُعِلَ بين يَدَيْهِ أَو فِي عَصْرِهِ وَعلِمَ بِهِ فَذَلِكَ مُنَزَّلٌ مَنْزِلَةِ فِعْلِهِ فِي كَوْنِهِ مُبَاحًا إِذْ لَا يُقِرُّ على بَاطِلٍ"۔[9]

یعنی اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا، یا آپ ﷺ کے عہد میں ہوا، اور آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا تو ایسا کام گویا آپ ﷺ ہی کا کام ہے اور وہ جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار نہیں رکھ سکتے"۔

تقریری حدیث کے ارکان

تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

ایک: وہ قول، فعل کسی صحابی کا ہو۔ **دو:** حضور ﷺ کو اس کا علم ہو۔ **تین:** نبی کریم ﷺ نے اس قول یا فعل پر اپنے ارشاد سے یا خاموش رہ کر یا اظہار مسرت کے ساتھ موافقت فرمائی ہو۔ امام زرکشی نے ابن السمعانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"إِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ كَانُوا يَفْعَلُونَ كَذَا وَأَضَافَهُ إِلَى عَصْرِ النبيﷺ وكان مِمَّا لَا يَخْفَى مِثْلُهُ حُمِلَ على الْإِقْرَارِ وَيَكُون شَرْعًا لنا"[10]۔

---

[7]۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج 5 ص:82

[8]۔ سورۃ ال عمران 81/3

[9]۔ زرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقه، دار الکتب العلمیة، ج 3، ص:270

[10]۔ زرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر، البحر المحیط، ج 3، ص:272

یعنی جب صحابی یہ کہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے دور کی طرف نسبت کرے اور وہ عمل پوشیدہ بھی نہ ہو تو اس پر آپ ﷺ کی رضامندی کا اطلاق ہو گا اور ہمارے لیے شعریعی حکم کا درجہ رکھے گا۔

کیا ہر جگہ حضور ﷺ کا سکوت رضا کی علامت ہے؟

ہر جگہ حضور ﷺ کا سکوت رضامندی کی علامت نہیں بلکہ کہیں آپ ﷺ نے ناراضگی کی وجہ سے بھی خاموش رہے حضرت جابر سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں تورات کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ توراۃ ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ خاموش رہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا جس سے حضور ﷺ کا چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کو رونے والی روئیں کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے ہو؟ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فوراً عرض کیا میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ اس پر نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"والذي نفس محمد بيده، لو بدا لكم موسى فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء السبيل، ولو كان حيا وأدرك نبوتي لاتبعني"[11]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی بہر صورت میری پیروی کرتے۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی جس کیفیت کا ذکر ہے اُس سے آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے یا یوں کہیے کہ اس میں جس ناپسندیدگی کو محسوس کیا گیا وہ کیفیت سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ اگر بعد میں آپ کچھ وضاحت نہ بھی فرماتے تو نگاہ صدیق آپ کی ناپسندیدگی اور غضب وغصے کو پہچان چکی تھی، یہی وجہ ہے کہ سید الانبیاء ﷺ کے فرمان سے پہلے ہی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کیفیت کے ذریعے نبی علیہ السلام کے غضب کی طرف متوجہ فرما چکے تھے، حدیث مذکور سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ بسا اوقات نبی کریم ﷺ کی صرف کیفیت ظاہری سے بھی مسائل کا اخذ و استنباط ہو جاتا تھا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر خاموشی رضا نہیں ہوتی بلکہ سکوت دلیل غضب بھی ہوتا ہے۔ مزید بر آں اس واقعے سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فکر و فہم اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تعلق میں فرق بھی واضح ہوتا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تو آپ کی خاموشی کو رضا سمجھے اور تورات کی تلاوت میں مشغول ہو گئے جب کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چہرہ نبوت پہ ظاہر ہونے والی کیفیات کی تلاوت میں منہمک ہو گئے جو کہ اُن کی عادت تھی اور سکوت حبیب میں چھپی ہوئی رضا یا عدم رضا کو تلاش کرنے لگے اور سکوت نبی کریم ﷺ اور آپ کے چہرہ انور کی کیفیات سے جان گئے کہ یہ خاموشی رضا کی خاموشی نہیں اس میں عدم رضا اور ناراضی کا رنگ غضب الٰہی کو دعوت دے رہا ہے۔

تقریری حدیث کی مختلف اقسام:

(1) قول کے ذریعے تائید فرمانا:

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے بچوں کا تجھ پر حق ہے اس لئے ہر مستحق کا حق ادا کر۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے یہ بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا[12]۔

(2) عمل کے ذریعے تائید فرمانا:

اس کی ایک مثال نبی اکرم ﷺ کا مچھلی کا گوشت تناول فرمانا ہے۔

---

[11] ۔ الدارمی ,ابو محمد عبداللہ , سنن , دار الکتاب العربی , بیروت, ج 1, ص 130, رقم الحدیث: 449

[12] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل, الجامع الصحیح, ج 3, ص 328 ,رقم الحدیث:1968

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سریے (فوجی مہم) میں بھیجا، ہمارا زاد سفر ختم ہو گیا، ہمارا گزر ایک مچھلی سے ہوا جسے سمندر نے باہر نکال پھینکا تھا۔ ہم نے چاہا کہ اس میں سے کچھ کھائیں تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روکا، پھر کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں اور اللہ کے راستے میں نکلے ہیں، تم لوگ کھاؤ، چنانچہ ہم نے کچھ دنوں تک اس میں سے کھایا، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: "اگر تمہارے ساتھ (اس میں سے) کچھ باقی ہو تو اسے ہمارے پاس بھیجو* " صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں

"أَتَاهُ بَعْضُهُمْ فأكله"[13]

رسول کریم ﷺ کو اس گوشت میں سے کچھ دیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

(3)خاموش رہ کر تائید فرمانا:

سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ"[14]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "نماز فجر کی دو رکعات ہیں" اس آدمی نے جواب دیا میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں، لہٰذا اب پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

(4)مسکرا کر تائید فرمانا:

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی، انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا "اے عمرو، کیا تم نے حالت جنابت میں امامت کروائی تھی؟" میں نے غسل نہ کرنے کا سبب ذکر کیا اور یہ بھی کہا میں نے باری تعالیٰ کا فرمان سنا ہے:

" وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا"[15]

"اپنے آپ کو قتل نہ کرو، اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے" تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

(5)کسی صحابی کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے[16]:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے، کہتے ہیں کہ: "كُنَّا نَعْزِلُ وَالقُرْآنُ يَنْزِلُ" ہم عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔

تقریری حدیث کی حجیت:

تمام علماء تقریری حدیث کی کو بطور رحمت تسلیم کرتے ہیں، اور انھوں نے اصول حدیث کی کتب میں اسے مستقل قسم کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور امام بخاری نے تقریری حدیث کے متعلق باب قائم کیا ہے، "باب من رأى ترك النكير من النبي حجة لا من غير الرسول"[17]

13۔ نسائی، احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن، سنن، مکتب المطبوعات الإسلامیه، حلب، ج 7، ص 208، رقم الحدیث: 4353

14۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 2، ص: 510

15۔ النساء، 4 | 29

16۔ السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، سنن، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، ج 2، ص: 22

17۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 9، ص 109، رقم: 9/109

کیونکہ جو کام بھی نبی علیہ السلام کے روبرو ہوا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا، یا کوئی خبر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ اس کام کے مباح ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ گناہ اور باطل کام کو دیکھ کر خاموش رہنا عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے برائی یا حرام کام کا ارتکاب کیا ہو اور پھر اس کے متعلق وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع نہ کیا گیا ہو۔ ابن الصلاح کہتے ہیں کہ:

''قول الصحابي: ((كُنَّا نَفْعَلُ كذا أو كنا نقول كذا إن لَمْ يُضِفْهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ فهوَ مِن قبيل الموقوف. وإن أضافه إلى زمان رسول الله الا الله . فالذي قَطَعَ بِهِ أبو عبدِ اللهِ بنُ البَيْدِ الحافظ وغيرُهُ مِنْ أهل الحديث وغيرهم أنَّ ذلك من قبيل المرفوع ,ومن هذا القبيل قول الصحابي: ((كنا لا نرى بأساً بكذا ورسول الله صل الله فينا، أو كان يقال كذا وكذا على عهده، أو كانوا يفعلون: كذا وكذا في حياته . فكل ذلك وشبهه مرفوع مسْندٌ مُخَرَّج في كتب المسانيد''[18]

یعنی کسی صحابی کا زمانہ نبوی کی طرف منسوب کئے بغیر یہ فرمانا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو ایسی حدیث موقوف ہوگی، مگر صحابہ کا یہ کہنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو اس کا حکم ابو عبد اللہ بن البیع اور دوسرے محدثین کے ہاں مرفوع کا ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے برقرار رکھا، اور آپ کی رضامندی سنن مرفوعہ کی ایک شکل ہے کیونکہ حدیث میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال شامل ہیں وہیں آپ علیہ السلام کی رضامندی اور کسی بات کا علم ہونے کے باوجود عدم ممانعت بھی حدیث میں شامل ہے۔ اور اسی طرح کسی صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم اسے کچھ معیوب نہ سمجھتے تھے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے، یا یہ کہنا کہ آپ کے زمانے میں فلاں فلاں بات کہی جاتی تھی، یا لوگ آپ کی حیات مبارکہ میں فلاں فلاں کام کیا کرتے تھے تو ان سب کا حکم مرفوع مسند کا ہے۔

امام زرکشی لکھتے ہیں:

''أنها سُكُوتُ النبي الا الله عن الشَّيْءِ يُفْعَلُ بِحَضْرَتِهِ وَ لَا يُنْكِرُهُ فَدَلِيل الجواز''[19]

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آئی ہو، خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے"۔

امام الحرمین جوینی فرماتے ہیں کہ:

''وإقرار صاحب سريعة الا الله على القول من أحد هو قول صاحب الشريعة أي كقوله ، وإقراره على الفعل من أحد كفعله لأنه معصوم عن أن يقر أحداً على منكر''[20]

یعنی صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کی بات پر رضامندی کا اظہار فرمانا گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے، اور حضور رحمتِ عالم علیہ السلام کا کسی کے فعل پر سکوت فرمانا گویا وہ آپ کا ہی کا فعل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ناجائز اور منکر کو برقرار رکھنے سے پاک ومبرا ہیں۔

تقریری حدیث کی حجیت امام ابن حزم کے نزدیک:

''وأما الشيء يراه عليه السلام أو يبلغه أو يسمعه فلا ينكره ولا يأمر به فمباح لأن الله عز وجل وصفه عليه السلام فقال الذين يتبعون الرسول لنبي لأمي لذي يجدونه مكتوبا عندهم في لتور الا ولإنجيل يأمرهم بلمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل لهم لطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم إصرهم ولأغلال لتي كانت عليهم فلذين آمنوا به وعزروه ونصروه وتبعو النور لذي أنزل معه

---

[18] ۔ابن صلاح ،عثمان بن عبد الرحمن, مقدمہ علوم الحدیث, دار الفکر المعاصر ، بیروت,ص:120

[19] ۔زرکشی ، البحر المحیط ، ،ص:132

[20] ۔ابن حزم ، علي بن أحمد بن سعيد القرطبي الظاهري ، المحلى، دار الفكر ، بيروت,ج 1,ص:154

أولئك هم المفلحون''[21] ''فلو كان ذلك الشيء منكر ا لنهى عنه عليه السلام بلاشك فلما لم ينه عنه لم يكن منكرا فهو مباح المباح معروف وما عرفه عليه السلام فهو معروف ولا معروف إلا ما عرف ولا منكر إلا ما أنك''[22]

''یعنی آپ ﷺ کسی چیز کو دیکھیں، یا آپ ﷺ کو اس کی خبر ملے، یا آپ ﷺ اسے سنیں اور پھر نہ تو اسے برا جانیں، نہ اس کے متعلق کوئی حکم ارشاد فرمائیں تو اس چیز کا حکم جائز کا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: جو لوگ ایسے رسول نبی امی ﷺ کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہو پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ پس اگر یہ چیز بری ہوتی تو بلاشبہ آپ ﷺ اس سے ضرور روکتے، اور اگر نہیں روکا تو یہ چیز بری نہیں ہے بلکہ مباح ہے اور مباح معروف (نیکی) ہے، اور جس شے کو آپ نے اچھائی سمجھا دراصل وہی اچھائی ہے اس کے سوا کوئی اور اچھائی ہو ہی نہیں سکتی، اور برائی بھی صرف وہی ہے جس کو آپ نے برا جانا''۔

حضور اکرم ﷺ بحثیت شارع

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری امر بالمعروف آپ کسی برے فعل پر خاموش نہیں ہوسکتے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح اعلان فرمایا:

''یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھد و مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا''[23]

ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کو شاہد، خوشخبری سنانے والا، ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا اور چمکانے والا آفتاب۔

آپ معصوم عن الخطاء ہیں

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ''[24]

اور ہم نے رسول کو اس لیے مبعوث کیا ہے تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی محض اس لئے بھیجا کہ اس کے حکم سے نبی کی اطاعت کی جائے۔ یہ اطاعت غیر مشروط ہے۔ قرآن کریم میں کہیں بھی کسی شرط سے اسے مشروط نہیں کیا گیا۔ اگر نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کسی بھی صورت میں گناہ صغیرہ یا کبیرہ ممکن ہو تو اس کی اطاعت بھی لازمی ہوگی۔ گویا معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ لوگوں کو گناہ کی ترغیب و تاکید کررہا ہے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ''[25]۔

بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

قرآن کریم کی رو سے نبی کریم ﷺ ''مُطَاعٌ'' یعنی واجب الاطاعت ہیں۔ ''مُحِلٌّ'' حلال کرنے والے ہیں۔ ''مُحَرِّمٌ'' حرام کرنے والے ہیں۔ ''اٰمِرٌ'' حکم دینے والے ہیں۔ ''نَاہٍ'' منع کرنے والے۔ ''شَفِیْعٌ'' سفارش کرنے والے ہیں۔ نور، سراج اور منیر ہیں۔ شاھد، مبشر، نذیر اور داعی کے مناصب پر فائز ہیں۔ حاکم اور متبوع ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کائنات کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ ان کی محبت، اطاعت، اتباع اور پیروی کا اللہ پاک نے قرآن کریم میں بار بار حکم دیا ہے۔ وہ صادق، امین، عادل اور منصف ہیں۔ جس ہستی میں یہ نیک صفات ہوں وہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہی ہو سکتا ہے۔ وہ ''مزکّی'' و ''مطہر'' ہیں۔ وہی ہستی دوسروں کو گناہوں اور جرائم سے

---

[21] ۔ابن حزم، علي بن أحمد بن سعيد القرطبي الظاهري، الاحكام في اصول الاحكام، دار الآفاق الجديدة، بيروت، ج 4، ص:460

[22] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 7، ص:33

[23] ۔سورۃ الاحزاب 33/22

[24] ۔النساء، 64/4

[25] ۔الاعراف 28/7

پاک کرسکتی ہے جو خود ان سے کبھی کسی حالت میں بھی آلودہ نہ ہو۔جو خود معاذاللہ بھولا بھٹکا ہو، جس کا اپنا دامن داغدار ہو وہ ساری دنیا کا ہادی، مزکی ومطہر کیسے ہو سکتا ہے؟

تقریر کی شرائط:

1۔فاعل یا قائل کا تعلق امت مصطفی ﷺ سے ہو۔کافر کے فعل پر سکوت کو حدیث تقریری میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

2۔آقا علیہ السلام کو اس قول یا فعل کا علم ہو،وہ آپ علیہ السلام کے سامنے ہو یا آپ تک اس کی خبر پہنچی ہو۔

3۔سکوت میں رضامندی کی علامت ہو،اگرچہ اس کا اظہار تبسم، چہرے کی بشاشت، تعریف وغیرہ سے ہو۔

4۔اگر سرکار ﷺ کو علم نہ ہو، قول وفعل تقریری نہیں ہو سکتا۔

5۔حضور ﷺ اس کے انکار پر قادر ہوں۔

جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم عزل کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا،اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:"فبلغ ذلك النبي الا فلم ينهنا"[26] آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہیں کیا۔

صحابہ کرام عزل کو مباح خیال کرتے تھے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا علم تھا لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کو اس سے منع نہیں فرمایا، صحابہ کرام کیلئے حضور عالم کی خاموشی کسی بھی کام کے جواز کے لیے حجت تھی اور وہ اسے آپ کی رضامندی سمجھتے تھے۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: کہ جو بات میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ جس نے یہ حکم (عزل کے جواز کا) مستنبط کیا ہے اس نے نزول قرآن سے مراد وحی متلو اور غیر متلو دونوں لیے ہیں، گویا وہ یہ کہتا ہے کہ:

"فعلناه في زمن التشريع ولو كان حراما لم نقر عليه"[27]

ہم نے یہ کام ایام نبوت میں کیا اور اگر یہ حرام ہوتا تو ہم کبھی اس پر کاربند نہ رہتے۔

صاحب تحفة الاحوذی مبارکپوری فرماتے ہیں:

> اس حدیث کہ "ہم نزول قرآن کے دور میں عزل کیا کرتے تھے" میں اس جواز کی دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شرعی احکام میں سے کسی حکم پر خاموشی اسے برقرار رکھنا ہے کیونکہ اگر یہ شرعی طور پر حرام ہوتا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کبھی بھی اسے برقرار نہ رکھتے، لیکن شرط یہ ہے کہ رسول ﷺ کو اس کا علم ہو۔جبکہ کئی اسباب اور صحابہ کرام کے ان مسائل کی بابت استفسارات سے یہ بات واضح ہے کہ آپ کو اس بات کا علم تھا اور آپ ﷺ اسے برقرار رکھا۔"[28]

اسی طرح مسند احمد میں سیدنا ابی بن کعب سے مروی ہے کہ:

"ایک کپڑے میں نماز سنت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ہمیں اس پر ٹوکا نہیں[29]۔

اس حدیث میں سیدنا ابی بن کعب: ایک ایسے عمل کو سنت قرار دے رہے ہیں جسے صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا۔چنانچہ آپ کی تقریری حدیث کو صحابہ حجت سمجھتے تھے۔

---

[26]۔ابو عوانه، يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم الإسفراييني، مستخرج، دار المعرفة، بيروت، 4357،ص:100

[27]۔عسقلانی، احمد بن علي بن حجر، فتح الباری، دار المعرفة، بیروت، 1379، ج 9،ص:306

[28]۔المبارکپوری، بو الحسن عبيد الله بن محمد، تحفة الاحوذی، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفيه، بنارس الهند، ج 4،ص:242

[29]۔شیبانی، احمد بن حنبل، مسند، الناشر: مؤسسة الرسالة ج 35، ص 241، ، رقم الحديث: 21313

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:

”ولا يعاب علينا أي وماهانا، فيكون تقرير نبويأفثبت جوازه بالسنةإنعدم الإنكار دليل الجواز لادليل الندب“[30]

آپ نے ہمیں برا خیال نہیں کیا سے مراد ہے کہ آپ نے منع نہیں فرمایا پس نبی کریم ﷺ کی تقریری سنت کی رو سے اس کا جواز ثابت ہوا اس طرح آپ کا کسی بات سے منع نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے نہ کہ محض اس کا مندوب ہونے کی۔

امام بخاری نے مشہور تابعی محمد بن المنکدر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ ان سے جب وہ دونوں منی سے عرفات کی طرف آ رہے تھے پوچھا کہ جب آپ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو اس دن کیا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت انس نے جواب دیا کہ:

”كَانَ يُهِلُّ مِنَّا المهِلُّ فَلا يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ مِنَّا المكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عليه“[31]

حضرت انس اس جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ ہم نبی کریم کی خاموشی اور عدم ممانعت کو منی سے عرفات کی طرف آتے ہوئے تکبیر و تحلیل کے جواز پر محمول کرتے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی تقریری حدیث احکام میں حجت ہے۔ مبارکپوری فرماتے ہیں:

”أي لا ينكر عليه أحد فيفيد التقرير منه كه“[32]

آپ کا منع نہ فرمانا آپ علم کا اس عمل کو برقرار رکھنا ہے۔

حدیث تقریری کی دلالت:

1۔ دلالت قطعی

2۔ دلالت ظنی

دلالت قطعی: جب کوئی اور احتمال نہ پایا جائے تو اس کی دلالت قطعی ہو گی۔

اس کے ضمن میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں:

1۔ جب کسی غیر کا فعل ہو اور حضور اکرم ﷺ اپنے فعل سے اس کی تائید کر دیں تو حکم قطعی ہو گا۔

جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کے اشعار پر آپ کا اشعار کی صورت میں کلام:

عَنْ حُمَيْدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، يَقُولُ : كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ : نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدَا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ[33]

انصار خندق کھودتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقع پر) کہتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ علیہ السلام سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لیے، جب تک ہمارے جسم میں جان ہے۔“ آنحضرت ﷺ اس پر جواب میں یوں فرمایا۔ ”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا۔“

30۔ ملا علی قاری، علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي، مرقاة المفاتيح، دار الفكر، بيروت، لبنان، ج 2، ص:443

31۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 2، ص:161

32۔ المبارکپوری، ابو الحسن عبید اللہ بن محمد، مرعاة المفاتیح، ج 9، ص:133

33۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 4، ص 50، رقم الحدیث: 2961

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

2۔جب کسی کے فعل کی تائید قول سے فرمادیں تو حکم قطعی ہو گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے:

'' وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ ، فَقَالَ :مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ، فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ''[34]

تو لوگ کھجور میں دو اور تین سال تک کے لیے بیع سلم کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ جسے کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہے، اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے ٹھہرا کر کرے۔ (اس روایت میں ہے کہ) آپ نے فرمایا بیع سلف مقررہ وزن میں مقررہ مدت تک کے لیے کرنی چاہیے۔

3۔کسی فعل کی صیغہ صریح کے ساتھ تائید کی ہو حکم قطعی ہو گا۔

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیه وسلم : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا : وَلِلْمُقَصِّرِينَ ؟ قَالَ:اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا :وَلِلْمُقَصِّرِينَ ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا ، قَالَ: وَلِلْمُقَصِّرِينَ''[35]

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما! صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لیے بھی (یہی دعا فرمائیے) لیکن آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت کر۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔

4۔کسی کے فعل پر ثواب یا عذاب کا ذکر ہو تو حکم قطعی ہو گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز میں ختم قل ھو اللہ احد پر کرتے تھے۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ

''لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ''[36]

یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے۔

2۔دلالت ظنی

جب کوئی اور احتمالات پائیں جائیں تو اس کی دلالت ظنی ہو گی۔

جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں ہے:

''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ : قَامَ النَّبِيُّ صلي الله عليه و سلم يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ ،ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: زَكَاةَ يَوْمِ الْفِطْرِ، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ تُلْقِي فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ، قُلْتُ: أَتُرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذَلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ، قَالَ: إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَهُ''[37]

---

[34] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 3، ص 85، رقم الحدیث: 2240

[35] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 2، ص 174، رقم الحدیث: 1728

[36] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 9، ص 115، رقم الحدیث: 7375

[37] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 2، ص 21، رقم الحدیث: 978

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پہلے آپ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے۔ پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ میں نے عطاء سے پوچھا کیا یہ صدقہ فطر دے رہی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ صدقہ کے طور پر دے رہی تھیں۔ اس وقت عورتیں اپنے چھلے (وغیرہ) برابر ڈال رہی تھیں۔ پھر میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا آپ اب بھی امام پر اس کا حق سمجھتے ہیں کہ وہ عورتوں کو نصیحت کرے؟ انہوں نے فرمایا ہاں ان پر یہ حق ہے اور کیا وجہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے۔

نتائج وخلاصہ بحث

نتائج اس مقالے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1۔ تقریری حدیث، جس میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہو یا آپ ﷺ کو اسکی اطلاع ملی ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو۔

2۔ حضور ﷺ شارع، شارح کتاب اللہ، داعی اور معصوم عن الخطاء ہیں آپ کی خاموشی بھی حجت ہے۔

3۔ تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

الف۔ وہ قول یا فعل کسی صحابی کا ہو۔

ب۔ حضور اکرم ﷺ کو اس کا علم ہو۔

ج۔ آپ ﷺ نے قول، فعل یا خاموش رہ کر اس کی تائید فرمائی ہو۔

4-تقریری حدیث، حدیث کی ایک مستقل قسم ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے۔

5-رسول اللہ ﷺ کی کسی کی بات یا عمل پر خاموشی اختیار فرمانا اس چیز کے جائز اور مباح ہونے کی دلیل ہے۔

6۔ حدیث تقریری کی دلالت بعض اوقات قطعی اور کبھی ظنی ہوتی ہے۔

7۔ ہر جگہ پر حضور ﷺ کی خاموشی کو تقریری حدیث میں شمار نہیں کیا جاتا۔

8۔ تمام صحابہ تقریری حدیث کو وہی مقام دیتے تھے جو وہ رسول اللہ عالم کے اقوال وافعال کو دیتے تھے۔

9- تمام علماء محدثین، اصولیین وفقہاء تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆